بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصریحات

مشرقی پاکستان میں طوفان کی تباہ کاریاں

آج دنیا میں جس طرح فتنہ و فساد کا دور دورہ ہے اس کو دیکھ کر ایک دانش مند حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ آخر اس کا مآل و انجام کیا ہو گا؟ پوری دنیا بڑی تیز رفتاری سے ہلاکت اور تباہی کی طرف بھاگی جا رہی ہے۔ اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ انسانی شرافت و ہمدردی اور رواداری عنقا ہو کر رہ گئی ہے۔ احترامِ آدمیت اٹھ چکا ہے۔ مذہبی اصول و ضوابط فراموش کر دیے گئے ہیں اور عالم اس وقت پوری طرح اس آیت کا مصداق بن کے رہ گیا ہے ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس، خشکی اور تری میں کوئی جائے امن باقی نہیں رہی۔ انسان کی بے راہ روی اور بداعمالی نے دونوں سے سکون کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود انسان اس سکون کے حصول کے لیے مارا مارا پھرتا ہے۔ لیکن وہ اسے ڈھونڈے نہیں ملتا۔ خدائے علاّم نے کس حکیمانہ اور بلیغانہ انداز میں فرمایا ہے کہ بما کسبت ایدی الناس کہ یہ فتنہ و فساد اور ہلاکت خیزیاں خود انسان کی اپنی پیدا کردہ ہیں اور اس بے اطمینانی اور بے چینی کو خود اس نے مول لیا ہے کہ کہیں تو وہ ایٹم اور ہائیڈروجن بموں سے دھرتی اور پانیوں کے سینوں میں آگ لگانے کی فکر میں ہے اور کہیں اپنی بدکرداریوں کے سبب زلزلوں اور طوفانوں کو دعوت دے رہا ہے تاکہ وہ بستیوں اور باسیوں کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکیں اور زمینوں میں شگاف

اور سمندروں میں تلاطم پیدا کر دیں۔ اسے ہر سال میں ایک مرتبہ اور کبھی کبھی دو مرتبہ ہلکے ہلکے جھٹکے دیے جاتے ہیں تاکہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائے لیکن وہ اس میں مست اور سرشار ہے۔ کبھی دنیا کے ایک کونے میں آتش فشاں پھٹتے ہیں اور سینکڑوں انسانوں کو بھسم کر جاتے ہیں اور کہیں دوسری جگہ لاوا ابلتا ہے اور ہزاروں آدمیوں کے خرمن زیست کو جلا کے رکھ دیتا ہے اور پھر اسی عالم بوقلموں کے کسی گوشے میں طوفان باد و باراں آتا ہے اور اپنے ساتھ بے شمار آبادیوں اور آبادکاروں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کے لے جاتا ہے۔ لیکن بے ہوش اور غافل انسان اسی طرح بے خبر پڑا رہتا ہے اس کے اندر کوئی تبدیلی اور کوئی انقلاب نہیں آتا۔

اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون ۝ [1]

"کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم ہر سال ایک ایک مرتبہ اور کبھی دو دو مرتبہ انہیں آزمائشوں میں مبتلا کرتے ہیں لیکن یہ پھر بھی تائب نہیں ہوتے اور نصیحت نہیں پکڑتے۔"

اور ان سب چیزوں کے باوصف جب کوئی قوم راہ راست پر آنے سے انکار کر دیتی ہے تو پھر اسے ڈھیل دے دی جاتی ہے۔ آرام و آسائش کے تمام سامان اسے مہیا کر دیے جاتے ہیں اور جب وہ عیش و عشرت میں پوری طرح ڈوب جاتی ہے اور لذات میں پوری طرح مستغرق ہو جاتی ہے تب بیک لحظہ اور اچانک اسے ہر چیز سے محروم کر دیا جاتا ہے اور ہر چیز اس سے چھین لی جاتی ہے۔

فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون ۝ [2]

اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ زمین کا دل دہلا دیا جاتا ہے اور پہاڑوں پر لرزہ طاری کر دیا جاتا ہے اور جب زمین ساکن ہوتی ہے اور پہاڑ تھمتے ہیں تب دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ بستیوں اور شہروں کی جگہ کھنڈرات کا ایک سلسلہ ہے جو دور تک چلا گیا ہے اور لمحات کی جنبش اپنے پیچھے اونچے نیچے ٹیلوں کی ایک لمبی قطار اور سسکیوں، آہوں اور کراہوں کی صورت میں ایک نہ ختم ہونے والا تسلسل چھوڑ گئی ہے۔

---

[1] سورہ توبہ　[2] سورہ انعام

وہ گلیاں اور بازار جہاں رنگ و نور حکمت کیا کرتے ہیں اور جن میں زندگی لہریں لیا کرتی تھی اب ہمیشہ کے لیے تاریک اور افسردہ ہو گئے ہیں اور موت ان میں گردش کر رہی ہے۔ یقین نہ آئے تو آغادیر (مراکش) کے اس علاقہ میں جا کے دیکھ لیجیئے جو چند برس پیشتر تباہی و بربادی کا شکار رہا تھا۔ اور جہاں آج بھی چند دیوانے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو ڈھونڈنے نکل جاتے ہیں اور ملبے کے ڈھیروں میں انہیں صدائیں دیتے پھرتے ہیں اور نہیں تو ازامیر (ترکی) سے جاکر پوچھ لیجیئے کہ تجھ پر ایک برس پہلے کیا بیتی ؟ اور تیرے رعنا جوان اور سپوت کہاں گئے۔ جن کے حسن اور جن کی قوت و طاقت کا دنیا میں شہرہ تھا ؟ اور اگر آتنی پرانی باتیں یاد نہ رہی ہوں تو ایران کے صوبہ خراسان سے سوال کر لیجیئے کہ آج تیرے مرغزار اور تیرے سبزہ زار کیا ہوئے اور آج کیوں تجھ پر اس قدر تیرگی چھائی ہوئی ہے کہ روشنی کی ایک کرن تک نظر نہیں آتی ؟ اور صحراؤں میں بھٹکتے معصوموں کی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے استفسار کر لیجئے کہ تم ویرانوں میں کن کو تلاش کر رہی ہو ؟ اور اگر تم یہ سب کچھ بھول چکے ہو تو آؤ ! میرے ساتھ اپنے پاکستان کے مشرقی بازو میں چلے چلو، آؤ اور دیکھو کہ طوفان نے کل ہاں ہاں کل روز گزشتہ میں پٹوا کھلی، ہتھیا، بھولا وغیرہ۔ میں انسانوں سے کیا سلوک کیا اور سمندر کی غضبناک لہروں اور بپھری ہوئی موجوں نے ذی روح اور جاندار انسانوں، جانوروں اور پرندوں تک کو اپنی گردش میں لے کر ہمیشہ کے لیے بے روح اور بے جان بنا دیا۔ کتنی نوخیز کلیاں بن کھلے مرجھا گئیں اور کتنی کونپلیں بہار آنے سے پیشتر ہی خس خاشاک کا ڈھیر بن گئیں، کتنی دوشیزائیں کفن تو در کنار سر کی اوڑھنیوں جسم کے چیتھڑوں تک سے محروم سمندروں کی گہرائیوں اور دریاؤں کی ترائیوں میں دفن ہو کر رہ گئیں۔ تیس لاکھ انسانی جانیں تیس لاکھ بیٹے باپ، بھائی، مائیں، بہنیں اور بیٹیاں صرف ایک طوفان ایک سیلاب اور رب تعالیٰ کی ایک گرفت کا نخچیر ہو کر رہ گئے۔ جانوران سے الگ پرندان کے سوا اور لہلہاتے ہوئے باغ اور دہقان کے کھیت اور شگوفوں اور پھولوں کی کیاریاں ان سے علیحدہ جو شاید ہمیشہ کے لیے ویران ہو کر رہ گئیں یا اللہ العظیم۔ شاید کسی دل میں خیال آئے کہ ایسا کیوں ہوا ؟ رب السمٰوٰت والارض نے فرمایا :۔

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمائی :۔

إِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ وَأَدْنَى صَدِيقَهُ وَأَقْصَى أَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا۔ (رواہ الترمذی)

"کہ جب مال فئے (کفار کا وہ مال جو بغیر جنگ کے ہاتھ لگے) مالداروں کا حصہ بن کر رہ جائے۔ امانت مالِ غنیمت شمار کی جائے، زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھ لیا جائے۔ تحصیلِ علم دین کیلئے نہیں بلکہ دنیا کے لیے ہو، بیوی کی فرمانبرداری کی جائے اور ماں کی نافرمانی، دوست سے محبت اور باپ سے نفرت، مساجد میں شور وغل ہو، قبیلہ کا سردار فاسق ہو اور قوم کا رذیل ترین فرد قوم کا سربراہ بن جائے۔ آدمی کی عزت صرف اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے کی جائے۔ ماغانی اور مغنیات کی کثرت ہو جائے۔ شرابیں پی جائیں اور پچھلے پہلوں پر لعنت کرنے لگیں تو ایسے وقت میں سرخ آندھی اور زلزلوں کا انتظار کرنا اور اس بات کا کہ زمین دھنسا دی جائے اور لوگوں کی صورتیں مسخ کر دی جائیں اور ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش کی جائے۔"

آج ہمیں صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے سوچنا چاہیئے کہ سب کچھ اسی لیے تو نہیں ہو رہا کہ ہم میں وہ تمام خرابیاں اور برائیاں جڑ پکڑ چکی ہیں جن کی ہمارے ہادی ومرشد نے نشان دہی کی تھی اور اگر ایسا ہی ہے تو ہمیں اور پوری دنیا کو اس راہ پر چلنے سے گریز کرنا چاہیے جس پر چلنے سے تباہیاں اور بربادیاں مقدر ہو کر رہ جائیں اور ابھی سے اس جادۂ مستقیم پر گامزن ہو جانا چاہیے جو مشکوٰۃِ نبوت سے روشن ومستنیر ہے۔ خداوند حکیم وبصیر کا بھی ارشاد ہے:

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

"ہم راہ راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو پہلے ہلکے ہلکے عذاب میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ وہ بڑے عذاب سے متنبہ ہو، راہ راست پر آجائیں۔"